حافظ محمد سالم منصور

ہمارے قائد علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

"مسلمان حکمرانوں کو جرات اور بہادری کا عملی نمونہ ہونا چاہئے۔ کوئی قوم اس وقت تک زندہ اور باوقار رہنے کا حق نہیں رکھتی جب تک وہ جرات و ہمت کا مظاہرہ نہ کرے اور دشمن کے مقابلہ میں سینہ سپر نہ ہو۔ تاریخ عالم میں وہی قومیں زندہ ہیں جنھوں نے بہادری اور دلیری کے کارنامے سرانجام دیئے۔ دشمن سے خوفزدہ رہنا اور ان کی حاشیہ برداری کرنا غیرت مند قوموں کا شیوہ نہیں۔ مسلمانوں کے خمیر میں یہ بات نہیں کہ غیر مسلم اقوام کے سامنے کاسہ گدائی لئے پھریں اور کسی سپر طاقت اور ایٹمی طاقت سے مرعوب ہوں، کیونکہ مسلمانوں کی سپر طاقت ان کا مضبوط ایمان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اپنے آپ پر اعتماد ہے"۔

یہ وہ تاریخی الفاظ ہیں جو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے قوم کے اندر جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لئے لاہور کی تاریخی جامع مسجد چینیانوالی میں بڑے اجتماع سے اپنے آخری خطبہ جمعہ میں خطاب میں کرتے ہوئے کہے۔ انہیں اب ہم سے جدا ہوئے آٹھ، دس سال ہوچکے ہیں لیکن ان یادیں تازہ اور تابندہ ہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک تحریک، ایک ادارہ تھے۔ بے شمار خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ان کا مطالعہ وسیع تھا اور ان کو دنیا کی زبانوں پر عبور حاصل تھا بلا مبالغہ وہ فلپائن، کوریا، امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا کے علاوہ افریقہ کے متعدد ممالک میں توحید و سنت کی روشنی سے مذکورہ ممالک کی قومی زبان میں ہی اسلام کی شمع منور کرنے کا اعزاز حاصل کرچکے ہیں۔

پاکستان میں تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران دوسرے علماء کی نسبت انہوں نے نمایاں اور مرکزی کردار ادا کیا۔ متمول اور تاجر گھرانے سے تعلق رکھنے والے اس مرد مجاہد نے اپنے آرام کی پرواہ کئے بغیر دور و نزدیک چھوٹے یا بڑے مقام پر شب و روز تقاریر کیں۔ اپنی تنظیمیں اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود متعدد دینی

کتب کے مصنف بھی تھے۔ تلاوت قرآن فرماتے تو سامعین پر رقت طاری ہو جاتی۔ اس وقت اتنے رقیق القلب ہو جاتے کہ سننے والے حیران رہ جاتے کہ یہ وہی شخصیت ہے کہ جس کی گھن گرج اور دبدبے سے در و دیوار لرز اٹھتے ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی زندگی کا ایک پہلو ان کی صحافتی خدمات بھی ہیں۔ انہوں نے مدینہ یونیورسٹی میں دوران تعلیم مختلف اخبارات و رسائل و جرائد میں لکھنا شروع کر دیا تھا وہ مولانا ظفر علی خان مرحوم، آغا شورش کاشمیری مرحوم اور نوائے وقت کے بانی حمید نظامی مرحوم سے متاثر تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش آج حمید نظامی مرحوم زندہ ہوتے تو ہم پاکستان کو توحید و سنت کا گہوارہ بنا دیتے اور ہمیشہ کے لئے انگریز کے پروردہ جاگیردار سیاست دانوں کی چیرہ دستیوں سے قوم کو نجات دلا کر ملک کو اسلام کا قلعہ بنا دیتے۔ انہوں نے چٹان، روزنامہ نوائے وقت، کوہستان، اقدام، لیل و نہار میں اہم دینی و سیاسی موضوعات کو زینت قرطاس بنایا اور ہفت روزہ اہلحدیث اور الاسلام کے مختلف ادوار میں Chief editor (چیف ایڈیٹر) رہے۔ ایک نامور مصنف کی حیثیت سے ایک درجن سے زائد علمی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی خطابت کے حوالے انہیں خطیب ملت کہا جاتا تھا مرحوم ہر سال حج کے موقع پر مکہ اور مدینہ میں خطاب فرماتے تھے۔ جب سامعین عربی ہوتے تو عربی میں خطاب کر کے سامعین کو حیران کر دیتے تھے۔ ۱۹۸۵ء میں بغداد میں دنیا بھر کے علماء کی کانفرنس سے عربی میں خطاب کیا۔

آپ نے عراقی صدر جو اس وقت وہاں موجود تھے ان کو بھی آبدیدہ کر دیا اس عالمی کانفرنس کو پورے عالم اسلام میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ علامہ شہید صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ مصر، شام، کویت، عراق، ایران، اردن، مراکش، یمن، سعودی عرب، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، فلپائن، ترکی اور متعدد افریقی ممالک میں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور انہیں خاص (Protocol) پروٹوکول دیا جاتا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر جب ۲۳ مارچ

۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں جلسہ کے دوران بم دھماکہ میں شدید زخمی ہوئے (جو ان کی شہادت کا سبب بنا) تو تمام اسلامی ممالک کے سفیر حضرات ان کی عیادت کے لئے میو ہسپتال، لاہور پہنچے۔ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز کو اس سانحہ کی اطلاع ملی تو وہ بے چین ہو گئے۔ انہوں نے خصوصی طیارہ بھیج کر علاج کے لئے سعودی عرب بلالیا اور حتی الامکان علاج ہوتا رہا لیکن دنیا بھر کے بہترین معالجوں کی ایک ہفتہ سرتوڑ کوشش کے باوجود پاکستان کے یہ بطن جلیل جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی خواہش کے مطابق جن کا اکثر وہ ذکر کیا کرتے تھے۔ انہیں جنت البقیع، مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے ۱۹۷۹ء میں پہلی بار مینار پاکستان کے وسیع و عریض میدان میں نماز عید کے موقع پر انتہائی پر اثر خطبہ دیا تو ہزاروں افراد نے انتہائی جذباتی انداز میں متاثر ہو کر اپنے گریبان چاک کر ڈالے۔ یہ منظر دیکھ کر برصغیر کے نامور مقرر آغا شورش کاشمیری مرحوم نے بے ساختہ کہا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اگر خطابت چھوڑ بھی دیں تو ان کا یہی خطبہ انہیں برصغیر کے عظیم خطباء کی صف میں شامل کرنے کے لئے کافی ہے۔

۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں تمام رہنما پابند سلاسل کر دیئے گئے تو علامہ شہیدؒ نے پوری جرات اور دلیری کے ساتھ تحریک کی قیادت سنبھال لی۔ ملتان روڈ پر بلوکی سلیمانکی لنک کینال کے کنارے سے کار سمیت نہر میں ڈبونے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی گزند پہنچائے بغیر بچا لیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں شہادت سے کچھ عرصہ قبل ایجرٹن روڈ لاہور میں ایل ڈی اے (LDA) کے پلازہ کے قریب کار کو ٹکر مارنے کی کوشش کی گئی غرضیکہ سیاسی منظر سے ہٹانے کے لئے ہر جابر حکمران نے تمام حربے استعمال کئے اور انہیں درجنوں مقدمات میں ملوث کیا گیا لیکن اللہ نے اپنے اس مجاہد کو تمام گندے عزائم سے محفوظ رکھا، اتحاد ملی اور نظریہ پاکستان کے علمبردار بالآخر

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو لاہور کے قلعہ چھمن سنگھ میں اپنے جانثار ساتھی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا عبدالخالق قدوسی کے ہمراہ خوفناک بم دھماکہ کی نذر ہو کر شہادت کے عظیم مرتبے کو پہنچے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

شہادت کی وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آل پاکستان حسن قراء ات کانفرنس

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مؤرخہ 21 نومبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء "مدرسہ تجوید القرآن" (جو کہ لسوڑی والی مسجد کے نام سے مشہور ہے) میں ایک عظیم الشان محفل تجوید و قراء ات کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ محفل انشاء اللہ رات گئے تک جاری رہے گی۔ احباب سے شرکت کی اپیل ہے۔

الداعی الی القرآن: قاری عبدالحنان حامد